قسط نمبر۳:

توہین رسالت کا شرعی حکم

مولانا ساجد خان اتلوی

فاضل دارالعلوم کراچی

گستاخ رسول احادیث مبارکہ کے آئینہ میں:

باب اول میں قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور حضرت مفسرین کرامؒ کے اقوال سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سردار دو جہاں ﷺ کی شان اقدس میں کسی بھی قسم کی گستاخی وہ قبیح ترین جرم ہے جس کا مرتکب نہ صرف یہ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، بلکہ اس کے پاک وجود سے اس زمین کو پاک کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جمہور امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ توہین رسالت کے مجرم کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔اور اگر وہ مسلمان ہو تو اس جرم عظیم کے ارتکاب کی وجہ سے وہ دائرا اسلام سے خارج، اور اگر ذمی ہو تو اس کا عہد ذمہ ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابوداوٗدؒ نے '' سنن أبي داود '' میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ذکر فرمائی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

" ان اعمی کا نت له ام ولد تشتم النبی صلی الله تعا لی علیه وسلم وتقع فیه ، فینهاها فلا تنتهي ویزجرها فلا تنزجر ، قال فلما کا نت ذات لیلة ، جعلت تقع فی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ، وتشتمه، فاخذ المغول فوضعه فی بطنها واتکا علیها فقتلها ، فوقع بین رجلیها طفل فلطخت ماهناک بالدم ، فلما أصبح ذکر ذلک للنبی صلی الله علیه وسلم ، فجمع الناس فقال أنشد الله رجلا فعل مافعل لی علیه حق الاقام ، قال فقام الأعمی یتخطی الناس وهو یتزلزل حتی قعد بین یدی النبی صلی الله علیه وسلم ، فقال : یارسول الله أنا صاحبها ، کانت تشتمک وتقع فیک ، فأنهاها فلا تنتهی ، وأزجرها فلا تنزجر ، ولی منها ابنان بمثل اللؤلؤتین وکانت بی رفیقة ، فلما کان البارحة جعلت تشتمک وتقع فیک ، فأخذت المغول فوضعته فی بطنها فی واتکات علیها حتی قتلتها ، فقال النبی صلی الله علیه وسلم : ألا اشهد واان دمها هدر "

(سنن أبی داؤد ، کتاب الحدود ، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، ص: ۱۵۴۱ ، رقم الحدیث : ۴۳۶۱).

ترجمہ:...... ایک اندھے شخص کی ایک باندی تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتی تھی، اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی، وہ نابینا اسے روکتا مگر وہ باز نہ آتی، اور وہ اسے ڈانٹتا مگر اس پر ڈانٹ کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ (حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں) کہ ایک دفعہ پھر اس نے رات کو آپ ﷺ کے خلاف زبان درازی شروع کی اور گستاخی کرنے لگی، تو اس نابینا نے ایک پھالہ (خنجر) لیا اور اس باندی کے پیٹ میں پیوست کر دیا اور اسے خوب دبایا یہاں تک کہ وہ مرگئی اس عورت کے دونوں پاؤں کے درمیان لڑکا گرا، اور وہ خون سے لتھڑ گئی۔ صبح جب اس بات کا تذکرہ حضور ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: " میں اس آدمی کو قسم دیتا ہوں جس نے کیا جو کچھ کیا اور اس پر میرا حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے "۔ (حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں) کہ وہ نابینا لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے بڑھا اس حال میں کہ وہ لڑکھڑا رہا تھا، اور حضور ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا، اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں اس کا قاتل ہوں، وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور گستاخیاں کرتی تھی، میں اس کو روکتا مگر وہ باز نہ آتی، اور میں اس کو ڈانٹتا مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوتا، میرے اس سے دو موتیوں جیسے بیٹے ہیں، اور وہ میری رفیقہ حیات تھی، پچھلی رات وہ دوبارہ آپ کے خلاف بکواس کرنے لگی، اور زبان درازی شروع کی میں نے پھالہ (خنجر) لیا اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا، اور خوب دبایا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ یہ بات سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: " تم گواہ ہو کہ اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے حضرات محدثین عظامؒ کے اقوال کی روشنی میں مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

۱...... اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے، کیونکہ نابینا صحابی نے اس عورت کو صرف اسی وجہ سے قتل کیا کہ وہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں زبان درازی کرتی تھی، اور پھر جب جناب نبی کریم ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ اس عورت کو صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا ہے کہ وہ توہین رسالت کی مرتکب اور حضور ﷺ کی شان میں زبان درازی کرتی تھی تو آپ ﷺ نے اس خون کو ہدر فرما دیا۔

اگر اس کا قتل کرنا جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ ضرور اس نابینا صحابی پر قصاص یا دیت وغیرہ کا فیصلہ فرماتے۔ لیکن جب آپ ﷺ نے اس کے خون کو ہدر فرما دیا، تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ توہین رسالت وہ قبیح جرم ہے کہ جو شخص اس کا مرتکب ہو جائے تو وہ مباح الدم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

" فلو لم یکن قتلها جائز البین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم له أن قتلها کان محرم ،

وأن دمها كان معصوماً، ولأوجب عليها الكفارة بقتل المعصوم والدية ان لم تكن مملوكة لها، فلما قال: " اشهدوا أن دمها كان هدرا " والهدر الذى لا يضمن بقود ولا دية ولا كفارة علم أنه كان مباحا مع كونها ذمية، فعلم أن السب أباح دمها لا سيما والنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انما أهدر دمها عقب اخباره بأنها قتلت لأجل السب، فعلم أنه الموجب ذلك " .

(الصارم المسلول، ص: ۵۹).(على شاقم الرسول)

ترجمہ:...... اگر اس عورت کو قتل کرنا جائز نہ ہوتا تو رسول کریم ﷺ ضرور فرمادیتے کہ اس کو قتل کرنا حرام تھا، اور اس کا خون معصوم تھا، اور معصوم کو قتل کرنے کی وجہ سے اس نابینا پر کفارہ کو واجب قرار دیتے، اگر وہ اس کی لونڈی نہ ہوتی، تو اس پر دیت کو واجب قرار دیتے، پس جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا خون ہدر ہے، اور ہدر وہ ہوتا ہے جس کا نہ قصاص ہو، نہ دیت ہو اور نہ کفارہ، تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہونے کے باوجود مباح الدم تھی، گویا آپ ﷺ کی شان میں گستاخی نے اس کے خون کو مباح کردیا تھا، اور بالخصوص آپ ﷺ نے اس کے خون کو اس وقت ہدر قرار دیا جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ اس کو آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے قتل کردیا گیا ہے، پس معلوم ہوا کہ اس قتل کا موجب یہی توہین رسالت تھا۔

۲...... اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ذمی توہین رسالت کا ارتکاب کرے تو اس جرم عظیم کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ ختم اور وہ قتل کا مستحق بن جائے گا، چنانچہ علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ مذکورہ حدیث پاک کی تشریح میں علامہ سندھیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

" وفيه دليل على أن الذمى اذا لم يكف لسانه عن الله ورسوله فلا ذمة له، فيحل قتله " .

(عون المعبود، ج: ۱۲، ص: ۱۱) .

ترجمہ:...... حدیث ابن عباسؓ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ذمی آدمی جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف زبان درازی سے باز نہ آئے تو اس کا معاہدہ ختم اور اس کا قتل جائز ہوجاتا ہے۔

نکتہ:

علامہ عظیم آبادیؒ کی بات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی ذمی بارگاہِ رسالت میں توہین کا ارتکاب کرے گا تو اس کا معاہدہ ختم اور قتل جائز ہوجاتا ہے، اور یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ جو حکم ذمی کا ہے وہی حکم مسلمان کا بھی ہے، چنانچہ خود علامہ موصوف مزید

بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

" وقد قیل انه لا خلاف فی أن سابه من المسلمین یجب قتله "

(عون المعبود ، ج: ۱۲ ، ص: ۱۱) .

ترجمہ:...... اور کہا گیا ہے کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی مسلمان آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اس کو قتل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ:

" ولا أعلم أحدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان مسلما "

(الشفاء ، ج: ۲ ، ص: ۱۳۴) . (السیف المسلول ، ص: ۹۸) .

ترجمہ:...... شاتم رسول کے (جب وہ مسلمان ہو) قتل کے واجب ہونے میں مسلمانوں میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

۳...... اس روایت سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ گستاخِ رسول سے توبہ کا مطالبہ نہیں ہوگا، بلکہ اس پر قابو پاتے ہی اسے فوراً بغیر مطالبہ توبہ کے قتل کیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نابینا صحابی نے اُس گستاخ عورت کو قتل کرتے وقت اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا، اور یہ صحابی کا ایسا فعل ہے جو کہ تقریر نبی کے ساتھ مؤید ہے۔ (کیونکہ بعد میں جب نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اس کا خون ہدر فرمایا اور اس صحابیؓ سے کوئی تعرض نہیں فرمایا) جو کہ بالاتفاق حجت ہے۔

۴...... اس روایت سے فقہاء کرامؒ نے یہ استدلال بھی فرمایا ہے کہ گستاخِ رسول کی سزائے موت بطور حد کے ہے، لہٰذا اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر وہ توبہ کر بھی لے تب بھی اس کی سزائے موت ساقط نہیں ہو سکتی، کیونکہ حدود توبہ سے معاف نہیں ہوا کرتے۔ چنانچہ علامہ شوکانیؒ " نیل الأوطار " میں مذکورہ روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

" وفی حدیث ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه وحدیث الشعبی رحمة الله علیه دلیل علی أنه یقتل من شتم النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ، وقد نقل ابن المنذر رحمة الله علیه الاتفاق علی أن من سب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صریحا وجب قتله . ونقل أبو بکر الفارسی رحمة الله علیه أحد أئمة الشافعیة فی " کتاب الاجماع " أن من سب النبی صلی الله علیه وسلم بما هو قذف صریح کفر باتفاق العلماء ، فلو تاب لم یسقط عنه القتل لأنه حد قذفه القتل ، وحد القذف لا یسقط بالتوبة "

(نیل الأوطار ؛ کتاب حد الشارب الخمر ، باب من صرح بسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، ج: ۸ ، ص: ۱۱۴)

ترجمہ:...... حدیث ابن عباسؓ اور حدیث شعبیؒ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی توہین کرے اسے قتل کیا جائے۔ ابن المنذرؒ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ جو شخص صراحتاً نبی ﷺ کو گالی دے اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ ابو بکر فارسیؒ نے جو ائمہ شافعیہ میں سے ہیں، " کتاب الاجماع " میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی توہین کرے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک کافر ہے اور اگر وہ توبہ بھی کرلے، تب بھی اس سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہوسکتی، کیونکہ قذف کی حد قتل ہے، اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۵...... اس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگر کوئی بندہ عدالت تک پہنچنے سے قبل ہی اس گستاخ پر قابو پالے اور اسے قتل کرے تو شرعاً وہ اس قتل کرنے کی وجہ سے مجرم نہیں ہے۔

۲)...... عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن یہودیۃ کانت تشتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتقع فیہ، فخنقہا رجل ، حتی ماتت ، فابطل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دمہا "

(سنن أبی داؤد ، کتاب الحدود ، باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، ص: ۱۵۴۱ ، رقم الحدیث : ۴۳۶۲)

ترجمہ:...... حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت آپ ﷺ کی شان میں زبان درازی کرتی تھی اور آپ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی، ایک شخص نے اس کا گلا دبادیا، یہاں تک کہ وہ مرگئی، نبی ﷺ نے اس کا خون باطل (رائیگاں) قرار دیا۔

یہ روایت بھی صراحتاً اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کرنا ہی متعین ہے۔ بعض حضرات محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اسی نابینا صحابیؓ کے واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ جنہوں نے توہین رسالت کی مرتکب اپنی ام ولد باندی کو قتل کیا تھا جسے ہم اس سے پہلے ذکر کرچکے ہیں، اور بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ نہیں، بلکہ یہ ایک الگ واقعہ ہے، لیکن بہر حال اسے ایک ہی واقعہ شمار کیا جائے یا دو الگ الگ واقعات، دونوں صورتوں میں یہ روایت گستاخ رسول کے قتل کے جواز پر نص ہے، اور حضرات فقہاء کرامؒ نے اس روایت سے اسی بات پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ اسی حدیث پاک سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

" وهـذ االـحـديـث نـص فى جواز قتلها لأجل شتم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ودليل على قتل الرجل الذمى وقتل المسلم والمسلمة اذا سبا بطريق الأولىٰ "

(الصارم المسلو ل ، ص : ۵۳)

ترجمہ:...... یہ حدیث پاک آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی عورت کے قتل کے جواز پر نص ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی ذمی مرد یا کوئی مسلمان مرد و عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔

اسی طرح محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے " بـذل الـمجهود " میں فرماتے ہیں کہ:

" والذاافتى أ كثرهم (أى الحنفية) بقتل من أكثر سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من اهل الذمة وان أسلم بعد أ خذ ه "

(بذل المجهو د ، ج : ۲ ، ص : ۱۲۵) .

ترجمہ:...... اکثر احناف نے اس ذمی کے قتل کا فتویٰ دیا ہے جو کثرت سے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہو، اگر چہ وہ گرفتاری کے بعد مسلمان بھی ہو جائے، تب بھی اسے قتل ہی کیا جائے گا۔

(قـال عـمـر وسـمـعـت جابر بن عبدالله رضي الله تعالىٰ عنه يقول: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وسلم من لكعب بن الأشرف ؟فانه قد آذى الله ورسوله ، فقام محمد بن مسلمة ، فقال : يا رسول الـلـه ! أتـحب أن أقتله ؟ قال نعم ! قال فاذن لي أن أقول شيئا ، قال قل ! فأتاه محمد بن مسلمة ، فقال ان هذا الـرجـل قـد سألنا صدقة ، وانه قد عنا نا ، وانى قد اتيتك أستسلفك ، قال : وأيضا والله ! لتملنه ، قد انا قد اتبعـنـاه ، فلا نحب أن ندعه حتى ننظر الى أى شى ء يصير شانه ، وقد أردنا أن تسلفنا وسقا أو وسقين ، وحدثنا عـمـروغيـر مـرة، فلم يذكر وسقا أو وسقين ، فقلت له فيه وسقا أووسقين ؟ فقال: أرى فيه وسقا أو وسقين ، فقال :نعم ! ارهنونى ! قالو ا أى شىء تريد؟ قال ارهنونى نساء كم ، قالو اكيف نرهنك نساء نا ؟ فيسب أحد هـم فيقال رهن بوسق أو وسقين ، هذا عارعلينا، ولكنا نرهنك اللأمة ، قال سفيان ، يعنى السلاح فواعده أن يـأتيـه فـجـاء ه ليلا ، ومعه أبو نائلة وهو اخو كعب من الرضا عة، فدعاهم الى الحصن ، فنزل اليهم ، فقالت له

امرأته أين تخرج هذه الساعة ؟ فقال : انما هو محمد بن مسلمة وأخى أبو نائلة ، وقال غير عمر وقالت : أسمع صوتا يقطر منه الدم ، قال انما هو أخى محمد بن مسلمة ورضيعى أبو نائلة، ان الكريم لودعى الى طعنة بليل لأجاب ، قالَ: ويدخل محمد بن مسلمة معه رجلين ، قيل : لسفيان سما هم عمرو؟ قال سمى بعضهم ، قال عمر و :جاء معه برجلين ، وقال غير عمرو : ابو عبس بن جبر ، والحارج بن أوس ، وعباد بن بشر ، قال عمر و جاء معه برجلين ، فقال : اذا ماجاء فانى قائل : بشعره ، فأشمه ، فاذا رأيتمونى استمكنت من رأسه فدونكم فاضربوه ، وقال : مرة ثم أشمكم ، فنزل اليهم متوشحا، وهو ينفح منه ريح الطيب ، فقال : ما رأيتك اليوم ريحا ، اى اطيب اوقال غير عمر وقال :عندى أعطر نساء العرب ، وأكمل العرب ، قال عمر وفقال أتأذن لى أن أشم رأسك ؟ قال نعم ! فشمه ، ثم أشم أصحابه ، ثم قال : أتأذن لى؟ قال نعم ! فلما استمكن منه ، قال :دونكم ! فقتلوه ، ثم أتوا النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فأخبروه "

(صحيح بخارى ، كتاب المغازى ، باب قتل كعب بن الأشرف ، ص: ٣٣٠ ، رقم الحديث : ٤٠٣٨)

ترجمہ:...... عمرہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: " کون کعب بن اشرف کا ذمہ لیتا ہے؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے " ۔ محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کیا کہ پھر مجھے کچھ تعریفی کلمات کہنے کی اجازت عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: " اجازت ہے " ۔ پھر محمد بن مسلمہؓ کعب بن اشرف کے پاس گئے، اور کہا کہ یہ شخص (حضور ﷺ) ہم سے صدقہ طلب کررہے ہیں اور انہوں نے ہمیں تھکا دیا ہے، اور میں آپ کے پاس قرض لینے کے لیے آیا ہوں، کعب کہنے لگا کہ: بخدا آپ لوگ اس نبی سے ضرور تھک جائیں گے، محمد بن مسلمہؓ کہنے لگے کہ ہم نے ان کی تابعداری کی ہے ہم نہیں چاہتے کہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں، یہاں تک کہ یہ دیکھ لیں کہ ان کا انجام کار کیا ہوتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں ایک وسق یا دو وسق غلہ بطور ادھار دے دیں، (سفیانؒ کہتے ہیں کہ عمرو نے یہ حدیث مجھے کئی دفعہ سنائی، مگر ایک وسق یا دو وسق کا ذکر نہیں کیا میں نے پوچھا کہ کیا اس میں ایک وسق یا دو وسق کا ذکر ہے؟ تو فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ ایک وسق یا دو وسق کا ذکر ہے) کعب کہنے لگا جی ہاں میں دیتا ہوں مگر تم مجھے رہن دو، محمد بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ کون سی چیز تو رہن چاہتا ہے، وہ کہنے لگا مجھے اپنی عورتیں بطور رہن کے دے دو، محمد بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھی کہنے لگے ہم تجھے اپنی

عورتیں کیسے رہن میں دے سکتے ہیں؟ تو تو عربوں میں سب سے زیادہ حسین ہے وہ کہنے لگا پھر مجھے اپنے بیٹے رہن میں دیدو انہوں نے جواب دیا ہم کیسے اپنے بیٹے تجھے رہن دیدیں، یہ تو ان کے لیے عار کی بات ہے کل ان کو گالی دی جائے گی کہ ایک وسق یا دو وسق کے بدلے رہن رکھے گئے تھے، ہاں ہم تیرے پاس اپنے ہتھیار رہن میں رکھ سکتے ہیں، سفیانؒ کہتے ہیں کہ '' لامہ '' سے مراد ہتھیار ہے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کعب سے وعدہ کیا کہ وہ رات کو آئے گا، وہ رات کو آئے، اور ان کے ساتھ ابو نائلہ بھی تھے، جو کعب کے رضاعی بھائی تھے، کعب نے انہیں قلعہ کی طرف بلایا اور وہ قلعے سے اتر کر ان کے پاس آ گیا، اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ اس وقت کدھر جا رہے ہو اس نے کہا کہ محمد بن مسلمہؓ اور میرے بھائی ابو نائلہ ہیں، عمرو کے علاوہ باقی راوی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی بیوی نے یہ بھی کہا کہ : میں ایسی آواز سن رہی ہوں جس سے خون ٹپک رہا ہے، کعب نے بیوی کو جواب دیا وہ تو صرف محمد بن مسلمہؓ اور میرے رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں کریم تو وہ ہوتا ہے کہ اگر رات کو اسے نیزہ بازی کی طرف بلایا جائے تو وہ آگے بڑھتا ہے اور لازماً جواب دیتا ہے، راوی کہتا ہے کہ محمد بن مسلمہؓ دو مردوں کے ساتھ آئے تھے، سفیانؒ سے کہا گیا کہ کیا عمرو نے ان کے نام لیے تھے؟ تو کہنے لگا کہ بعض کے لیے تھے، سفیانؒ سے کہا گیا کہ کیا عمرو نے ان کے نام لیے تھے؟ تو کہنے لگا کہ بعض کے لیے تھے، عمرو کے علاوہ باقی راوی کہتے ہیں کہ وہ دو آدمی ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر تھے، عمرو کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہؓ کے ساتھ دو ساتھی تھے، محمد بن مسلمہؓ نے ساتھیوں سے کہا کہ: جب وہ آئے گا تو میں اس کے بالوں کی بات کروں گا، اور میں اسے سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اس کے سر پر قابو پالیا ہے تو تم اسے پکڑ کر قتل کر دو، ایک دفعہ یہ بھی کہا کہ: وہ خوشبو میں تمہیں سونگھاؤں گا، اب وہ قلعہ سے اتر کر ان کے پاس آ گیا، اس نے خوشبو لگائی ہوئی تھی، خوشبو کی مہکیں بکھر رہی تھیں، محمد بن مسلمہؓ کہنے لگے، کہ میں نے آج تک ایسی اچھی خوشبو نہیں دیکھی، عمرو کے علاوہ باقی راوی کہتے ہیں کہ: محمد بن مسلمہؓ کہنے لگے کہ: میرے سامنے سب عربوں کا سردار اور عرب کا کامل ترین شخص کھڑا ہے، عمرو نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ : محمد بن مسلمہؓ کعب سے کہنے لگے کہ: کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دے گا؟ اس نے کہا جی ہاں! اجازت ہے، انہوں نے اس کے سر سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو سونگھائی، (اپنے ہاتھوں سے لگی ہوئی خوشبو) پھر کعب سے کہا کہ آیا ایک دفعہ پھر آپ اجازت دیں گے، اس نے کہا ہاں اجازت ہے، جب محمد بن مسلمہؓ نے اس پر قابو پالیا تو ساتھیوں سے کہا کہ کام کرلو، تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر سب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آ کر بیان کیا۔

اس روایت سے بالکل صاف ظاہر ہوتا ہے کہ توہین رسالت کے مجرم کو قتل کیا جائے گا کیونکہ کعب بن اشرف کا سب سے بڑا جرم یہی تھا کہ وہ بد بخت آپ ﷺ کی شان اقدس میں زبان درازی اور سب وشتم کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ مباح الدم ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے قتل کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ : کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگا دے۔

" فانہ قد آذی اللہ ورسولہ "

" کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے "

حضرات محدثین کرامؒ نے بھی مذکورہ روایت کی تشریح میں یہی لکھا ہے کہ توہین رسالت کی وجہ سے گستاخ کا خون مباح اور اس کا قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے، اور اگر کوئی ذمی اس جرم عظیم کا ارتکاب کرے تو اس کا بھی عہد ذمہ ختم اور قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے، چنانچہ مذکورہ روایت کی تشریح میں شارح بخاری علامہ ابن بطالؒ فرماتے ہیں کہ:

" ان قتل ابن الأشرف هو من باب أن من آذى الله ورسوله قد حل دمه ولا أمان له يعتصم به ، فقتله جائز على كل حال ، لأن الرسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انما قتله بوحي من الله واذن في قتله ، فصار ذلک أصلاً في جواز قتل من كان لله ولرسوله حربا "

(شرح الصحيح للبخاري ، كتاب الجهاد ، ج:۵، ص :۱۸۸)

ترجمہ:...... کعب ابن اشرف کو اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی تھی، جس کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو گیا تھا۔ اور اسے کوئی امان حاصل نہ رہا، جسکی وجہ سے وہ محفوظ رہتا تو اس کو قتل کرنا ہر حال میں جائز تھا، کیونکہ آپ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق قتل کرایا، لہٰذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے اسے قتل کرنا جائز ہے۔

نکتہ:

علامہ ابن بطالؒ نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ ابن اشرف کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی تھی، اور یہ بات پہلے واضح ہو چکی ہے۔ کہ آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا آپ کو اذیت دینا ہے، جس کی تصریح حضرات فقہاء و محدثین نے بھی فرمائی ہے، چنانچہ امام تقی الدین السبکیؒ فرماتے ہیں کہ:

" الساب مؤذ والمؤذی کافر "

کہ گستاخی کرنے والا موذی ہے، اور اذیت دینے والا کافر ہے۔ لہٰذا جو بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے گا وہ قتل کا مستحق ہوگا۔

اسی طرح مذکورہ روایت کی تشریح کرتے ہوئے شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ "فتح الباری" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

" قوله : من لكعب بن الأشرف ؟ جواز قتل من سب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولو كان ذاعهد خلافا لأبي حنيفة كذا قال ، وليس متفقا عليه عند الحنفية "

(فتح الباری ، باب الرهن مركوب ومحلوب ، ج : ص : ۱۴۳)

ترجمہ:...... آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ کون کعب بن اشرف کا ذمہ لیتا ہے؟ گستاخ رسول کے قتل کا جواز ہے، اگر چہ وہ ذمی کیوں نہ ہو، برخلاف امام ابوحنیفہؒ کے (کہ امام صاحبؒ کے ہاں ذمی کو قتل نہیں کیا جائیگا) لیکن یہ قول احناف کا متفق علیہ نہیں ہے۔

نکتہ:

حافظ ابن حجرؒ جن کا علم وفضل اور تفقہ فی الحدیث روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، وہ بھی مذکورہ روایت سے گستاخ رسول کے لئے قتل کی سزا کے جواز کو ثابت کرر ہے ہیں، باقی حافظؒ کا یہ قول کہ امام صاحبؒ کے ہاں اگر توہین رسالت کرنے والا ذمی ہو تو اسے قتل نہیں کیا جائیگا تو خود حافظؒ نے بھی صراحت کی ہے کہ یہ قول احناف کا متفق علیہ نہیں ہے۔ چنانچہ فقہاءِ احناف کے بہت سے جلیل القدر حضرات جن میں علامہ ابن ہمامؒ، امام ابوبکر جصاص رازیؒ، علامہ عینیؒ، علامہ سید محمود آلوسیؒ اور فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ جیسے اساطین علم شامل ہیں، ان کا قول یہ ہے کہ ذمی کو بھی قتل کیا جائے گا۔ اور اس توہین رسالت کی وجہ سے اس کا عہد ذمہ ٹوٹ جائے گا۔ باقی اس مسئلہ کی مزید وضاحت آگے مستقل عنوان کے تحت تفصیل سے آئے گی۔ انشاءاللہ !

علامہ عینیؒ مذکورہ واقعہ سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

" قال السهيلي رحمة الله عليه في قوله من لكعب بن الأشرف فانه قد آذى الله ورسوله ، جواز قتل من سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وان كان ذا عهد خلا فالأبي حنيفة فانه لايرى بقتل الذمي في مثل هذا ، قلت من اين يفهم من الحديث جواز قتل الذمي بالسب ؟ أقول هذا بحثاً ولكن أنا معه في جواز قتل الساب مطلقاً "

(عمدة القارى ، كتاب الرهن في الحضر ، باب الرهن مركوب ومحلوب ، ج : ۱۹ ، ص ۴۳۸)

ترجمہ:...... علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اس قول:

"من لكعب بن الأشرف فانه قد آذى الله ورسوله "

(کون ہے جو کعب بن اشرف کو ٹھکانے لگادے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے) میں گستاخ رسول کے قتل کرنے کا جواز ہے اگر چہ وہ ذمی کیوں نہ ہو برخلاف امام ابوحنیفہؒ کے کہ وہ گستاخی کی وجہ سے ذمی کے قتل کے قائل نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ علامہ سہیلیؒ نے اس حدیث مبارکہ سے یہ بات کہاں سے سمجھی کہ گستاخی کی وجہ سے ذمی کو قتل کیا جائے گا، یہ ایک مستقل بحث ہے البتہ میں علامہ سہیلیؒ کے اس بات سے متفق ہوں کہ مطلقاً گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔

امام ابن تیمیہؒ اس مذکورہ بالا روایت کو ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

" فانه جعل مطلق الله تعالىٰ ورسوله موجبا لقتل رجل معاهد ومعلوم أن سب الله رسوله أذى الله ولرسوله " (الصارم المسلول، ص: ٦٣)

ترجمہ:...... جب کوئی معاہد آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دے تو آپ ﷺ نے علی الاطلاق اس کے اذیت دینے کو اس کے قتل کا موجب قرار دیا ہے۔ اور یہ بات پہلے سے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو سب وشتم کرنا اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دینا ہے۔ لہٰذا سب وشتم کرنے والے کو بھی قتل کیا جائے گا۔

" عن أبي برزة رضي الله عنه قال: كنت عند أبي بكر رضي الله تعالىٰ عنه فتغيظ على رجل فاشتد عليه، فقلت: أتأذن لي يا خليفة رسول الله! أضرب عنقه؟ قال: فأذهب كلمتي غضبه، فقام فدخل، فأرسل بها الذي قلت آنفا؟ قلت: ائذن لي أضرب عنقه، قال: أكنت فاعلا لو أمرتك؟ قلت: نعم! قال: لا! والله! ما كانت لبشر بعد محمد ﷺ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم "

(سنن أبي داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ص: ١٥٤١، رقم الحديث: ٤٣٦٣).

ترجمہ:...... حضرت ابو برزہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکر صدیقؓ کے پاس تھا کہ انھیں ایک شخص پر بہت سخت غصہ آیا میں نے عرض کیا یا خلیفۃ رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن اڑادوں، حضرت ابو برزہؓ فرماتے ہیں کہ میری اس بات سے آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، پھر وہاں سے اٹھے اور اندر تشریف لے گئے اور مجھے بلایا، اور فرمایا کہ ابھی آپ نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: میں نے عرض کیا تھا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ اس شخص کی گردن اڑادوں آپ نے فرمایا: کہ اگر میں تمھیں

اجازت دے دیتا تو آپ ایسا کرتے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں! آپؓ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! یہ صرف محمد ﷺ کا حق ہے، آپ کے بعد کسی بشر کو یہ حق حاصل نہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی یہی نظریہ تھا کہ گستاخ رسول کو قتل کیا جائے گا، کیونکہ جب حضرت ابو برزۃؓ نے جناب صدیق اکبرؓ سے اس آدمی کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی جس نے حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں گستاخی کی تھی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ کہہ کر انہیں منع فرمایا کہ یہ صرف نبی کریم ﷺ کا حق ہے، یعنی صرف نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے گا، حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور کے گستاخ کا یہ حکم نہیں۔ حضرات محدثین کرامؒ نے بھی اس روایت سے اسی بات پر استدلال فرمایا ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کی سزا صرف اور صرف موت ہے، چنانچہ مذکورہ روایت سے استدلال کرتے ہوئے امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

" وقد استدل به على جواز قتل ساب النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جماعة من العلماء منهم أبو داؤد واسماعيل بن اسحاق القاضي وأبو بكر عبدالعزيز والقاضي أبو يعلىٰ وغير هم من العلماء رحمهم الله تعالىٰ ، وذلك لأن أبا برزة لما رأى الرجل قد شتم أبا بكر رضي الله تعالىٰ عنه وأغلظ له حتى تغيظ أبو بكر رضي الله تعالىٰ عنه استأذنه في أن يقتله بذلك ، واخبره أنه لو أمره لقتله ، فقال أبو بكر رضي الله تعالىٰ عنه ليس هذا لأحد بعد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم "

(الصارم المسلول، ص: ۷۷)

ترجمہ:...... علماء کی ایک جماعت نے جن میں امام ابو داود، قاضی اسماعیل بن اسحاق، ابوبکر عبدالعزیز اور قاضی ابو یعلیٰؒ جیسے حضرات شامل ہیں اس روایت سے گستاخ رسول کے قتل کے جواز پر استدلال فرمایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابوزہؓ نے اس آدمی کو دیکھا جو صدیق اکبرؓ کو گالی دے رہا تھا، جس کی وجہ سے صدیق اکبرؓ غصہ ہو گئے، تو آپ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی، اور بتایا کہ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں اس قتل کروں گا تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ: حضور ﷺ کے بعد یہ حق کسی کو حاصل نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ صرف حضور ﷺ کا حق ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جاتا ہے۔

پھر آگے امام ابن تیمیہؒ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ حکم کافر اور مسلمان دونوں کا ہے، یعنی گستاخی کرنے والا کافر ہو یا مسلمان بہر صورت دونوں کو ہی قتل کیا جائے گا چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

" وهذ الحديث يفيد أن سبه فى الجملة يبيح القتل و يستدل بعمومه على قتل الكافرو المسلم " (الصارم المسلو ل ، ص : ۷۷)

ترجمہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا گستاخ کے قتل کو مباح کرتا ہے اور اس حدیث کے عموم سے مسلمان اور کافر دونوں کے قتل کا استدلال کیا جائے گا۔

اسی طرح مذکورہ روایت سے گستاخ رسول کے خارج از اسلام ہونے پر استدلال کرتے ہوئے علامہ ابن حزم ظاہریؒ اپنی مشہور تصنیف " المحلی " میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

" فبين أبو بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه أنه لا يقتل من شتمه ، ولكن يقتل من شتم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ، وقد علمنا أن دم المسلمين حرام ، الا بما أبا حه الله تعالىٰ به ، ولم يبحه الله تعالىٰ قط الا فى الكفر بعد الا يمان أوزنى المحصن ، أ وقود بنفس مؤمنة، أو فى المحاربة وقطع الطريق أوفى المدافعة عن الظلمة أو فى المما نعة من حق ، أوفى حد فى الخمر ثلاث مرات ثم شربها الر ابعة فقط . وقد علمنا أن من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فبيقين ندرى أنه لم يزن ولا شرب خمر او لا قصد ظلم مسلم ولا قطع طريقا فلم يبق الا أنه عند أبى بكر رضى الله تعالىٰ عنه كافر "

(المحلى بالآ ثار لا بن الحزم ، مسائل التعزيرو مالا حد فيه ، باب حكم من سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أو الله تعالىٰ ، ج : ۱۱ ، ص : ۴۰۹)

ترجمہ:...... حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس بات کی وضاحت کردی کہ اسے گالی دینے کی وجہ سے کسی کو قتل نہیں کیا جاسکتا لیکن حضور ﷺ کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائیگا۔ اور یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ مسلمانوں کا خون بہانا حرام ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے مباح ٹھہرایا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مباح نہیں کیا ہے مگر ایمان لانے کے بعد کفر کرنے کی صورت میں، یا شادی شدہ آدمی کے زنا کرنے کی صورت میں، یا کسی مومن نفس کے قصاص کی صورت میں، یا حق کو روکنے کی صورت میں، یا تین مرتبہ شراب پینے کے بعد چوتھی مرتبہ شراب پینے کی صورت میں، (یعنی ان مذکورہ صورتوں میں خون بہانا اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے۔) اور یہ بات بھی ہمیں یقین سے معلوم ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا نہ زنا کرتا ہے، نہ شراب پیتا ہے، نہ کسی مسلمان پر ظلم کا قصد کرتا ہے اور نہ ہی ڈاکہ ڈالتا ہے۔ (یعنی وہ یہ مذکورہ کام نہیں کرتا جن کی وجہ سے اس کا خون مباح ہوجائے) لہٰذا یہی بات رہ گئی کہ وہ صدیق اکبرؓ کے ہاں کافر ہے۔ (یعنی گستاخی کرنے سے وہ کافر ہوگیا اور اس کفر بعد الایمان کی وجہ سے اس کا خون مباح ہوگیا۔

” عن أبی اسحاق عن البراء بن عازب رضی الله تعالیٰ عنه ، قال بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم الی أبی رافع الیهودی، رجالا من الانصار، فامر علیهم عبد الله بن عتیک، وکان أبو رافع یؤذی رسول الله ویعین علیه ، وکان فی حصن له بارض الحجاز ، فلما دنوا منه وقد غربت الشمس وراح الناس بسرحهم ، فقال عبدالله رضی الله تعالیٰ عنه : لأصحابه ، اجلسوا امکانکم ، فانی منطلق ومتلطف للبواب ، لعلی أن أدخل ، فأقبل حتی دنامن الباب ، ثم تقنع بثوبه کأنه یقضی حاجة ، وقد دخل الناس ، فهتف به البواب یا عبدالله ! ان کنت ترید أن تدخل فادخل فانی أرید أن أغلق الباب ، فدخلت فکمنت ، فلما دخل الناس أغلق الباب ، ثم علق الأغالیق علی ود ، قال فقمت الی الاقالید فأخذتها ، ففتحت الباب وکان أبو رافع یسمر عنده ، وکان فی علالی له ، فلما ذهب عنه أهل سمره صعدت الیه ، فجعلت کلما فتحت بابا أغلقت علی من داخل ، قلت ان القوم نذروا بی لم یخلصوا الی حتی أقتله ، فانتهیت الیه ، فاذا هو فی بیت مظلم، وسط عیاله ، لا أدری أین هو من البیت ، فقلت یا أبا رافع ! فقال : من هذا ؟ فاهویت نحو الصوت ، فاضربه ضربة بالسیف ، وأنا دهش ، فما أغنیت شیئا ، وصاح ، فخرجت من البیت ، فامکث غیر بعید ، ثم دخلت الیه ، فقلت ما هذا الصوت ؟یا أبا رافع ! فقال : لأمک الویل ! ان رجلا فی البیت ضربنی قبل بالسیف ، قال فأضربه ضربة أثخنته ولم أقتله ،ثم وضعت ضبیب السیف فی بطنه حتیٰ أخذ من ظهره ، فعرفت أنی قتلته ، فجعلت أفتح الأبواب بابا بابا حتی انتهیت الی درجة له ، فوضعت رجلی وأنا أری أنی قد انتهیت الی الأرض فوقعت فی لیلة مقمره ، فانکسرت ساقی ، فعصبتها بعمامة ، ثم انطلقت حتی جلست علی الباب ، فقلت لاأخرج اللیلة حتی أعلم أقتلته ؟ فلما صاح الدیک ، قام الناعی علی السور ،فقال : أنعی أبا رافع ، تاجر أهل الحجاز ، فانطلقت الی أصحابی ، فقلت : النجاء ، فقد قتل الله أبارافع ، فانتهیت الی النبی صلی الله علیه وسلم فحدثته فقال : لی ، ابسط رجلک ، فبسطت رجلی ، فمسحها ، فکأنهالم أشتکها قط “

(صحیح البخاری ، کتاب المغازی ، باب قتل أبی رافع ، ص: ۳۳۰ ، رقم الحدیث : ۴۰۳۹)

ترجمہ:...... ابواسحاق حضرت براء بن عازبؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ: حضور ﷺ نے ابورافع یہودی

کی طرف انصار کے کچھ لوگوں کو بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کو ان پر امیر مقرر فرمایا، ابورافع آپ ﷺ کو اذیت دیتا اور آپ ﷺ کے خلاف آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا، اور وہ حجاز کی سرزمین پر اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا، جب یہ صحابہ اس کے قریب ہوگئے تو سورج غروب ہو چکا تھا، اور لوگ شام کو واپس آرہے تھے، حضرت عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھو اور میں چلتا ہوں اور قلعہ کے دربان کے لئے کوئی حیلہ کرتا ہوں شاید کہ میں قلعہ میں اندر داخل ہوسکوں تو آپ آگے بڑھے، یہاں تک کہ دروازے کے قریب پہنچ گئے، اور اپنے اوپر کپڑے (چادر) کو لپیٹا، (اور یوں بیٹھ گئے) گویا قضائے حاجت کر رہے ہیں، اور لوگ داخل ہو چکے تھے، دربان نے آپ کو آواز دی کہ: اے اللہ کے بندے! اگر تو اندر داخل ہونا چاہتا ہے تو داخل ہو جا میں دروازہ بند کرنے والا ہوں، پس میں داخل ہوا اور چھپ گیا پھر جب لوگ سارے داخل ہوگئے تو دربان نے دروازہ بند کیا اور چابیاں ایک کیل کے ساتھ لٹکا دیں۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا چابیاں لیں اور دروازہ کھولا اور ابورافع کے پاس رات کو قصہ گوئی ہوتی تھی، اور وہ بالائی منزل میں تھا، پس جب اس کے پاس سے قصہ گوئی کرنے والے رخصت ہوگئے تو میں اس کی طرف چڑھا، میں جو بھی دروازہ کھولتا اس کو اندر کی طرف سے اپنے پیچھے بند کر دیتا تھا میں نے دل میں کہا اگر یہ لوگ مجھ پر مطلع بھی ہوگئے، تو مجھ تک ان کے پہنچنے سے پہلے ہی میں اس کو قتل کو سکوں، جب میں اس تک پہنچ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے گھر والوں کے درمیان سویا ہوا تھا، اور یہ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کمرے میں کہاں ہے؟ میں نے آواز دی کہ اے ابورافع! وہ کہنے لگا کہ کون ہے؟ پس میں اس کی آواز کی طرف گیا اور تلوار سے اس کو ایک ضرب لگائی، میں حیران تھا کہ کوئی کام نہ کر سکا، اس نے ایک چیخ ماری، تو میں کمرے سے نکل گیا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد دوبارہ داخل ہو گیا اور خیر خواہانہ انداز میں کہا کہ اے ابورافع یہ آواز کیسی تھی؟ وہ کہنے لگا کہ تیری ماں کے لئے ہلاکت ہو! ابھی کچھ دیر پہلے کمرے میں مجھے کسی نے تلوار سے مارا ہے، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر تلوار کا دوسرا وار کیا، یہاں تک کہ میں نے اسے خون آلود کیا، لیکن قتل نہ کر سکا، پھر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ میں گھونپ دی یہاں تک کہ اس کی کمر کو کاٹتے ہوئے نکل گئی، پس میں نے جان لیا کہ میں اس کو قتل کر چکا ہوں، میں ایک ایک دروازہ کھولتا گیا یہاں تک کہ میں سیڑھی پر پہنچ گیا، میں نے سمجھا شاید میں نے ٹوٹے ہوئے پاؤں کو عمامہ سے باندھا، پھر میں چلا یہاں تک کہ قلعہ کے دروازے پر بیٹھ گیا، اور میں نے کہا کہ رات کو نہیں جاؤں گا جب تک کہ صبح خود اس کی موت کی آواز نہ سنوں، جب صبح ہوگئی اور مرغ نے آذان دی، تو موت کا پیغام سنانے والا دیوار پر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ: میں ابورافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں جو کہ اہل حجاز کا تاجر تھا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا، اور ان سے کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو ہلاک کر دیا پھر میں حضور ﷺ کے پاس آگیا، اور آپ کے سامنے سارا واقعہ عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنا پاؤں پھیلاؤ! میں نے پاؤں پھیلایا، تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے مسح فرمایا اور حضور ﷺ کے دست مبارک کی برکت کی وجہ سے ایسا ٹھیک ہو گیا گویا اس میں کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔

مذکورہ روایت کوذکر کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ:

" بہرحال ابورافع حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا پاکر ہمیشہ کے لئے جہنم میں گیا "۔

(توہین رسالت، ص:۳۱)۔

اسی طرح اس روایت کو حضرت امام ابن تیمیہؒ نے " الصارم المسلول " میں ذکر کرنے کے بعد اس پر کافی مفصل ومدلل گفتگو فرمائی ہے جس سے کئی سارے احکامات کا استنباط ہوتا ہے، ذیل میں اس نے چند اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں:

سب سے پہلے امام موصوفؒ نے اس قصہ کے لئے عنوان ہی ایسا اختیار کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کیا جائے گا، چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

" وممن ذكر أنه قتل لأ جل أذى النبي صلى الله عليه وسلم أبو رافع بن أبي الحقيق اليهودي "

(الصارم المسلول، ص: ۱۱٦).

ترجمہ:...... اور ان لوگوں میں سے ایک ابورافع بن ابی الحقیق یہودی بھی ہے، جس کو اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ وہ حضور ﷺ کو اذیت دیتا تھا۔

اور ہم پہلے ہی امام سبکیؒ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں کہ: " الساب مؤ ذ والمؤذی کافر " گستاخی کرنے والا اذیت دینے والا ہے اور اذیت دینے والا کافر ہے۔ (السیف المسلول، ص:۱۰٦)۔

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہر اس کافر کو قتل کرنے کا ارادہ فرماتے تھے جو توہین رسالت کا مرتکب ہوتا تھا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

" فهذه الأحاديث كلها تدل على أن من كان يسب النبي صلى الله عليه وسلم ويؤ ذيه من الكفار فانه كان يقصد قتله، ويحض عليه لأ جل ذلك، و كذلك أصحابه بأمره يفعلو ن ذلك "

(الصارم المسلول، ص: ۱۱۸).

ترجمہ:...... یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار میں سے جو بھی آپ ﷺ کی گستاخی کرتا اور آپ

ﷺ کو اذیت دیتا تھا، تو آپ ﷺ اس کے قتل کا ارادہ فرماتے اور اس توہین رسالت اور اذیت النبی ﷺ کی وجہ سے اس کے قتل کی ترغیب دیتے، اور اسی طرح آپ کے حکم سے یہ کام کر جاتے تھے۔

مزید گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گستاخ رسول کو قتل کا سبب صرف توہین رسالت ہے، کیونکہ جب کوئی حربی کافر اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے قتل کرنا متعین ہے، اب دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسے اس وجہ سے قتل کیا جاتا ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے اور دوسری یہ کہ اسے اس وجہ سے قتل کیا جائے گا کہ وہ حربی کافر ہے، لیکن ان میں سے دوسری صورت تو باطل ہے، لہٰذا پہلی ہی صورت متعین ہے کہ گستاخ رسول کو توہین رسالت ہی کی وجہ سے قتل کیا جائے گا، اور جب حربی کو قتل کرنا متعین ہے تو ذمی اور مسلمان کو تو بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

" فاذا تقرر بما ذكرناه من سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وسيرة أصحابه وغير ذلك أن الساب للرسول يتعين قتله ، فنقول انما يكون تعيين قتله لكونه كافرا حربيا ، أللسب المضموم الى ذلك والأول باطل ، لأن الأحاديث نص في أنه لم يقتل لمجرد كونه كافرا حربيا ، بل عامتها قد نص فيه على أن موجب قتله انما هو السب ، فنقول اذا تعين قتل الحربي لأجل أنه سب رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فكذلك المسلم والذمي أولىٰ " (الصارم المسلول ، ص:۱۲۸)

ترجمہ:...... جب ماقبل ہمارے ذکر کردہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت مطہرہ اور حضرات صحابہ کرامؓ کی سیرت طیبہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے لیے قتل ہونا متعین ہے، تو اب ہم کہتے ہیں کہ اس گستاخ رسول کے لیے اس قتل کا متعین ہونا یا تو اس وجہ سے ہے کہ وہ حربی کافر ہے، یا اس وجہ سے کہ اس نے حربی کافر ہونا ہے، یا اس وجہ سے کہ اس نے حربی کافر ہونے کے ساتھ ساتھ توہین رسالت کا بھی ارتکاب کیا ہے پہلی صورت یعنی گستاخ کو صرف اس وجہ سے قتل کیا جائے کہ وہ حربی کافر ہے۔ جو باطل ہے۔ کیونکہ احادیث مبارکہ میں صراحت آئی ہے کہ صرف حربی کافر ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا، بلکہ تمام احادیث اس بات پر صریح ہیں کہ اس کے قتل کا موجب صرف توہین رسالت ہے، اب ہم یہ کہتے ہیں کہ جب گستاخی کرنے کی وجہ سے ایک حربی کافر کے لیے قتل ہونا متعین ہے تو اگر اس فعل قبیح کا ارتکاب کوئی ذمی یا العیاذ باللہ کوئی مسلمان کرتے تو اسے تو بطریق اولیٰ قتل کیا جائے گا۔

آخر میں امام موصوفؒ بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں کہ:

" وقد ثبت بالسنة أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يأمر بقتل الساب لأجل السب فقط "

(الصارم المسلول ، ص: ١٢٨)

ترجمہ:...... اور تحقیق یہ بات سنت مطہرہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ آپ ﷺ گستاخ رسول کے قتل کا حکم صرف اس کی گستاخی کرنے کی وجہ سے دیتے تھے۔

" عن سعد رضى الله تعالىٰ عنه قال: لما كان يوم فتح مكة آمن رسول الله صلى الله عليه وسلم يعنى الناس الا أربعة نفر وامر أتين وسماهم ، وابن أبى سرح ، فذكر الحديث قال : وأما ابن أبى سرح فانه اختبأعند عثمان بن غفان ، فلما دعى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الناس الى البيعة جاء به حتى أوقفه على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ، فقال يانبى الله ! بايع عبد الله ، فرفع رأسه فنظر اليه ثلاثا ، كل ذلک يأبى فبايعه بعد ثلاث ، ثم أقبل على أصحابه فقال : " أما كان فيكم رجل رشيد " يقوم الى هذا حيث رآنى كففت يدى عن بيعته فيقتله ، فقالوا ماندري يارسول الله ! ما فى نفسک ؟ الا أومأت الينا بعينک ؟ قال انه لا ينبغى لنبى أن تكون له خائنة الأعين "

(سنن أبى داؤد ، كتاب الجهاد ، باب قتل الأسير و لا يعرض عليه الاسلام ، ص: ١٤٢٢ ، رقم الحديث : ٢٦٨٣)

ترجمہ:...... حضرت سعدؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو امان دے دیا مگر چار آدمیوں اور دو عورتوں کو امان نہیں ملا اوران کے نام بھی لئے ، اور ابن ابی سرح کا نام بھی لیا، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو ابن ابی سرح حضرت عثمان بن غفانؓ کے پاس چھپ گئے، حضرت عثمانؓ اسے آپ ﷺ کے پاس لے آئے ، اور کہا کہ یا نبی اللہ! عبداللہ کو بیعت فرمائیں، آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا اور ہر دفعہ بیعت کے اظہار سے اعراض فرمایا، تیسری دفعہ کے بعد آپ ﷺ نے اس کو بیعت کردیا اور پھر صحابہ کرامؓ کی طرف دیکھا کہ میں اپنے ہاتھ کو بیعت سے روک رہا ہوں تو وہ آدمی آگے بڑھتا اور اسے قتل کر دیتا، صحابہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ! ہمیں آپ کے ارادے کا پتہ نہیں چلا، آپ ہماری طرف آنکھ سے اشارہ ہی فرمادیتے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔

عبداللہ بن ابی سرح کے واقعہ کوذکر کر کے اس سے گستاخ رسول کے لیے سزائے موت پر استدلال کرتے ہوئے حضرت امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

" فوجد الدلالة أن عبدالله بن سعد بن أبی سرح افتری علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم أنه کان یتمم له الوحی ویکتب له مایرید فیوافقه علیه ، وأنه یصرف حیث شاء ، ویغیر ما أمره به من الوحی ، فیقره علی ذلک ، وزعم أنه سینزل مثل ما أنزل الله اذ کان قد أوحی الیه فی زعمه کما أوحی الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ، وهذا الطعن علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وعلی کتابه ، والافتراء علیه بما یوجب الریب فی نبوته قدر زائد علی مجرد الکفربه والردة فی الدین وهو من أنواع السب " (الصارم المسلول ، ص : ۹٦)

ترجمہ:...... وجہ استدلال یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی سرح نے حضور ﷺ پر جھوٹ باندھا کہ وہ آپ ﷺ کے لئے وحی کا اتمام کرتا ہے۔اور آپ ﷺ کے لئے جو چاہتا ہے وہ لکھ لیتا ہے۔اور حضور ﷺ اس کی اس پر موافقت بھی فرماتے ہیں اور جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔اور جس وحی کے لکھنے کا حضور ﷺ حکم فرماتے ہیں وہ اسے تبدیل کرتا ہے۔اور پھر حضور ﷺ اس کے اس تغیر کو برقرار بھی رہنے دیتے ہیں اور وہ خیال کرنے لگا کہ وہ بھی عنقریب ایسا ہی کلام نازل کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نازل فرماتے ہیں۔کیونکہ اس کا گمان یہ تھا کہ اسے بھی وحی کی جاتی ہے۔جیسا کہ حضور ﷺ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔اور اس کا یہ سارا کلام اللہ کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب پر طعنہ زنی تھی،اور آپ ﷺ پر ایسا افترا کرنا جو آپ کی نبوت میں شک پیدا کرے یہ صرف کفر اور دین سے مرتد ہونے سے زیادہ جرم اور گستاخیوں کی قسموں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی گستاخی ہے۔

اسی طرح امام تقی الدین السبکیؒ " السیف المسلول " میں مذکورہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ:

" وهؤلاء الذین أهدر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم دمهم ، منهم من کان مسلما فارتد کابن أبی سرح ، وانضاف الی ردته ماحصل منه فی حق النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلذلک أهدر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم دمه حتی جاء به عثمان رضی الله تعالیٰ عنه واستحی النبی صلی الله علیه وسلم فبایعه ، وهو بلا شک دلیل علی قتل الساب قبل التوبة ، أما بعد التوبة فسنتکلم علیه "

(السیف المسلول ، ص : ۱۱۱)

ترجمہ:...... اور یہ لوگ جن کا خون آپ ﷺ نے ہدر فرمایا،ان میں سے بعض وہ تھے جو اسلام لانے کے بعد دوبارہ مرتد

ہو گئے جیسے ابن ابی سرح، اور اس کے مرتد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا بڑا جرم یہ تھا کہ یہ آپ ﷺ کے خلاف بدگوئی کرتا تھا، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کا خون ہدر فرمایا، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ اسے لے کر آئے، تو آپ ﷺ نے حیا کی وجہ سے اسے بیعت کرلیا، اور یہ واقعہ بغیر کسی شک وشبہہ کے گستاخ رسول کے قتل کرنے پر دلیل ہے اگر وہ توبہ نہ کرے، اور اگر وہ توبہ کرے تو اس پر ہم عنقریب گفتگو کریں گے۔

فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا تھا، مگر چند بدنصیب ایسے تھے جن کو اس دن بھی معافی نہ ملی، اور ان کا سب سے بڑا جرم یہی تھا کہ وہ توہین رسالت کے مرتکب تھے، چنانچہ ان کے بارے میں دربار رسالت سے یہ حکم صادر ہوا تھا کہ یہ لوگ جہاں بھی ملیں ان کو قتل کیا جائے، ان میں سے ایک ابن خطل بھی تھا، امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ:

" عن انس بن مالک رضی الله تعالی عنه ان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم دخل عام الفتح وعلی راسه امغفر، فلما نزعه جاءه رجل، فقال: ان ابن خطل متعلق باستار الکعبة، فقال: اقتلوه "

(صحیح بخاری، کتاب جزاء الصد، باب دخول الحرم ومکة بغیر احرام. ص: ۱۴۰، رقم الحدیث: ۱۸۴۶)

ترجمہ:...... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر خود (آہنی ٹوپی) تھا، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے غلاف سے لپٹا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اسے قتل کرو۔

ابن خطل کا واقعہ اہل سیر ومغازی کے ہاں مشہور ہے، کہ یہ پہلے مسلمان تھا بعد میں مرتد ہو گیا اور مشرکین سے جا ملا یہاں ہم پورا قصہ لکھنے کی بجائے صرف اس کا وہ جرم لکھتے ہیں جس کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

" أن جرمه أن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم استعمله علی الصدقة وأصحبه رجلا یخدمه فغضب علی رفیقه لکونه لم یصنع له طعاما أمره بصنعته فقتله، ثم خاف أن یقتل فارتد، استاق ابل الصدقة، وأنه کان یقول الشعر یهجوبه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ویأمر جاریته أن تغنیا به فهذا له جرائم مبیحة للدم، قتل النفس، والردة، والهجا "

(الصارم المسلول ، ص : ۱۰۴) .

ترجمہ:...... اس کا جرم یہ تھا کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا اور اس کی خدمت کے لیے ایک آدمی اس کے ساتھ کیا، راستے میں یہ اپنے مصاحب پر غصہ ہوا کیونکہ اس نے اس کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تھا، جس کا اس نے اسے حکم دیا تھا، لہٰذا اس نے اسے قتل کر دیا، پھر قصاصاً قتل ہو جانے کے خوف سے مرتد ہو گیا، اور زکوٰۃ کے اونٹ بھی لے کر مشرکین مکہ سے جاملا ، یہ آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا، اور اپنی باندیوں کو ان اشعار کے گانے کا حکم دیا کرتا تھا، پس اس کے تین ایسے جرم تھے جو اس کے خون کو مباح کرنے والے تھے، ایک خونِ ناحق ، دوسرا مرتد ہونا، تیسرا آپ ﷺ کی ہجو کرنا۔

لیکن ان مذکورہ تینوں جرائم میں سے اسے صرف تیسرے جرم (آپ ﷺ کی ہجو کرنے) کی وجہ سے قتل کیا گیا۔
چنانچہ خود امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

" فمن احتج بقصته يقول : لم يقتل لقتل النفس لأن أكثر مايجب على من قتل ثم ارتد أ ن يقتل قودا ، المقتول من خزاعة له أو لياء ، فكان حكمه لو قتل قو دا أن يسلم الى أوليا ء المقتول فاما أن يقتلوا أ يعفوا أو يأخذو الدية ولم يقتل لمجر د الر دة لأن المر تد يستتاب ، واذا استنظر أنظر ، وهذا ابن خطل قد فرالى البيت عائذا به طا لبا للأ ما ن تار كا للقتال ملقيا للسلاح حتى ينظر فى أمر ه ، وقد أمر النبى صلى الله عليه وسلم بعد علمه بذلک كله أن يقتل وليس هذا سنة من يقتل من مجرد الردة ، فثبت أن هذا التغليظ فى قتله انما كان لأ جل السب والهجاء " .

(الصارم المسلول ، ص: ۱۰۶) .

ترجمہ:...... اور جو حضرات ابن خطل کے قصہ سے استدلال کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اسے صرف قتل نفس کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا ، کیونکہ جو آدمی قتل کر کے مرتد ہو جائے تو اس کی زیادہ سے زیادہ سزا یہ ہے کہ اسے قصاص میں قتل کیا جائے ، اور یہاں ابن خطل کے واقعے میں مقتول کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا، اور اس کے اولیاء موجود تھے، تو اگر ابن خطل کو قصاص میں قتل کیا جاتا تو اس کا حکم یہ تھا کہ اسے اولیاء مقتول کے حوالہ کیا جاتا پھر وہ یا اسے قتل کر دیتے یا معاف کر دیتے یا دیت لے لیتے ۔ اسی طرح اسے صرف مرتد ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا ، کیونکہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور اگر وہ مہلت مانگے تو اسے مہلت دی جاتی ہے، اور یہ ابن خطل ہے، جو بیت اللہ کی طرف بھاگا ہے، بیت اللہ کی پناہ مانگتا ہے، امن طلب کرتا ہے، لڑائی کو چھوڑے

ہوئے ہے، اسلحہ کو اتار چکا ہے تاکہ اس کے معاملے میں غور کیا جائے پھر بھی حضور ﷺ نے یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا، حالانکہ جسے ارتداد کی وجہ سے قتل کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ نہیں ہوتا، پس ثابت ہوا کہ اس کے قتل میں اس درجہ سختی کا سبب صرف گستاخی رسول اور آپ ﷺ کی ہجو کرنی تھی۔

اسی طرح امام تقی الدین السبکیؒ '' السیف المسلول '' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

'' وقتله لو كان قصاصاً السلم الى أولياء المقتول ، ولو كان ردة لأ ستتيب فلم يكن الا للسب '' (السيف المسلول ، ص : ۱۱۴)

ترجمہ:...... اگر ابن خطل کا قتل کیا جانا قصاص کی وجہ سے ہوتا تو وہ اولیاء مقتول کے حوالے کیا جاتا، اور اگر مرتد ہونے کی وجہ سے ہوتا تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جاتا ، بہر طور پر اس کا قتل صرف گستاخی ہی کی وجہ سے تھا۔

'' وقد استدل بقصة ابن خطل طائفة من الفقهاء على أن من سب النبى صلى الله عليه وسلم من المسلمين يقتل وان أسلم حدا ''

(الصارم المسلول : ص : ۱۰۸)

ترجمہ:...... ابن خطل کے واقعے سے فقہاء کرام کی ایک جماعت نے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان (العیاذ باللہ) آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا (اور اس توہین کی وجہ سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائیگا)۔ اگرچہ وہ بعد میں مسلمان بھی ہو جائے، کیونکہ یہ قتل بطور حد کے ہے۔

اسی طرح علامہ ابن بطالؒ ابن خطل کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

'' وكذلك فعل فى ابن خطل يوم فتح مكة حين تعوذ بالكعبة من القتل ، فأمر بقتله دون سائر الكفار لأنه كان يكثر من سبه ، وقد أمر يقتل قينتين كا نتا تغنيا ن بسبه وانتقم لنفسه لأنه من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد كفر ، ومن كفر فقد آذى الله ورسوله ، وكذلك قال من لكعب بن الأشرف فانه قد آذى الله ورسوله ، فانتقم منه لذلك ''

(شرح صحيح البخارى لابن بطال ، كتاب الحدود ، ج : ۸ ، ص: ۴۰۶)

ترجمہ:...... اور اسی طرح فتح مکہ کے دن ابن خطل کو قتل کیا جس وقت اس نے کعبہ کی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی،

آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا نہ کہ اور کفار کا، کیونکہ یہ کثرت سے آپ ﷺ کی گستاخی کرتا تھا، اسی طرح دو باندیوں کے قتل کا بھی حکم دیا، کیونکہ وہ آپ ﷺ کی گستاخی پر گایا کرتی تھیں، تو آپ ﷺ نے ان سے بھی انتقام لے لیا، کیونکہ جو آپ کی گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جس نے کفر کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے کعب بن اشرف یہودی کے بارے میں فرمایا: کون ہے جو اسے ٹھکانے لگا دے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے اور اس وجہ سے اس سے انتقام لیا۔

" قال موسى بن عقبة في مغازيه عن الزهري وأمر هم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكفوا أيديهم فلا يقاتلوا أحدا الا من قاتلهم وأمر بقتل أربعة نفر ، قال وأمر بقتل قينتين لابن خطل تغنيان بهجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال وقتلت احدى القينتين وكمنت الأخرىٰ حتى استؤمن لها " (الصارم المسلول ، ص : ۹۹)

ترجمہ:...... حضرت موسیٰ بن عقبہؒ نے مغازی میں امام زہریؒ سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے صحابہ کو قتال کرنے سے منع فرمایا، صرف ان لوگوں سے قتال کی اجازت دی تھی، جو خود قتال کرنے میں پہل کریں اور حضور ﷺ نے چار مردوں اور ابن خطل کی دو گانے والی باندیوں کے قتل کا حکم دیا، جو آپ ﷺ کی ہجو گوئی میں گایا کرتی تھیں، امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ان دو باندیوں میں سے ایک کو قتل کیا گیا، اور دوسری کہیں چھپ گئی یہاں تک کہ اس کے لیے امان طلب کیا گیا۔

ابن خطل کی ان دو باندیوں کے قتل کا حکم صرف اس وجہ سے دیا گیا تھا کہ وہ توہین رسالت کی مرتکب تھیں، اور آپ ﷺ کی ہجو گوئی میں گایا کرتی تھیں، یہی وہ سبب تھا کہ جس نے ان کے خون کو مباح کیا ورنہ صرف کفر کی وجہ سے عورت کو کسی بھی صورت میں قتل نہیں کیا جاتا، چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

" فوجه الدلالة أن تعمد قتل المرأة لمجرد الكفر الأصلي لا يجوز بالاجماع ".

" اس واقعہ سے گستاخ رسول کے قتل پر استدلال اس طرح ہے کہ صرف کفر اصلی کی وجہ سے بالاجماع عورت کو قصداً قتل نہیں کیا جا سکتا " . **(الصارم المسلول ، ص: ۱۰۱)**

اور جب یہاں پر ان باندیوں کے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ قتل کا سبب کفر نہیں بلکہ توہین رسالت ہے۔

اسی طرح امام موصوف اس واقعہ پر تفصیلی گفتگو اور اس سے استدلالات کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

" هؤلاء النسوة كن معصومات بالأنوثة ثم ان النبي صلى الله عليه و سلم أمر بقتلهن لمجرد كونهن كن يهجينه وهن في دار حرب ، فعلم أن من هجاه وسبه جاز قتله بكل حال "

(الصارم المسلول ، ص : ١٠٢) .

ترجمہ:...... یہ مذکورہ عورتیں (جن کے قتل کا حکم دیا گیا) عورت ہونے کی وجہ سے معصوم الدم تھیں، پھر بھی حضور ﷺ نے صرف اس وجہ سے ان کے قتل کا حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کی توہین اور ہجو گوئی کرتی تھیں، حالانکہ وہ دارالحرب میں تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ جو بھی آپ ﷺ کی گستاخی اور ہجو گوئی کرے اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا ۔ (چاہے وہ مرد ہو یا عورت، دارالحرب میں ہو یا دارالاسلام میں مسلمان ہو یا کافر، ذمی ہو یا حربی) ۔

۱۳)...... " عبدالرزاق عن جريج عن رجل عن عكرمة مولى ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم سبه رجل فقال من يكفيني عدوى فقال الزبير أنا ، فبارزه ، فقتله الزبير فأعطاه النبي صلى الله عليه وسلم سلبه " .

(المصنف للامام عبدالرزاق ، كتاب الجهاد ، باب من سب النبي صلى الله عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبي ، رقم الحديث : ٩٨٠٤) .

ترجمہ:...... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کیا۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کون ہے جو ہمارے اس دشمن کی خبر لے گا؟ حضرت زبیر فرمانے لگے کہ میں حاضر ہوں، پھر حضرت زبیرؓ نے اسے جہنم واصل کر دیا ، تو اس کا سلب آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو عطا کیا۔

۱۴)...... عبدالرزاق عن معمر عن سماك بن الفضل قال أخبرني عروة بن محمد عن رجل أو قال ألفين أن امرأة كانت تسب النبي صلى الله عليه وسلم ، فقال النبي صلى الله عليه وسلم من يكفيني عدوى ؟ فخرج اليها خالدبن الوليد فقتلها " .

(المصنف للامام عبدالرزاق ، كتاب الجهاد ، باب من سب النبي صلى الله عليه وسلم كيف يصنع به وعقوبة من كذب على النبي ، رقم الحديث : ٩٨٠٥) .

ترجمہ:...... ایک بدنصیب عورت آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے اس دشمن کو ٹھکانے لگادے ، تو حضرت خالد بن ولید ؓ اس عورت کی طرف نکلے اور اسے قتل کردیا ۔

۱۵)......عبدالرزاق قال وأخبرنی أبی عن أیوب بن یحییٰ خرج الی عدن فرفع الیه رجل من النصاری سب النبی صلی الله علیه وسلم فاستشارفیه ، فأشار علیه عبدالرحمن بن یزید الصنعانی أن یقتله فقتله وروی له فی ذلک حدیثا قال وکان قد لقی عمرو سمع منه علما کثیرا قال فکتب فی ذلک أیوب الی عبدالملک أو الی الولید بن عبد الملک ، فکتب یحسن ذلک ".

(المصنف للامام عبدالرزاق ، کتاب الجهاد ، باب من سب النبی صلی الله علیه وسلم کیف یصنع به وعقوبة من کذب علی النبی ، رقم الحدیث : ۹۸۰۵) .

ترجمہ:...... ایوب بن یحییٰ سے روایت ہے کہ وہ عدن کی طرف گئے تو ان کے پاس ایک ایسے نصرانی آدمی کا فیصلہ لایا گیا جو آپ ﷺ کی گستاخی کرتا تھا، تو انہوں نے اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن یزید صنعانی ؒ نے انہیں مشورہ دیا کہ اسے قتل کردیں ، چنانچہ اسے قتل کیا گیا اور حضرت عبدالرحمٰن نے اس کے بارے میں حدیث بھی روایت فرمائی ، راوی کہتے ہیں کہ یہ عبدالرحمٰن بن یزید ؒ حضرت عمر ؓ کے شاگردوں میں سے تھے ، اور انہوں نے حضرت عمر ؓ سے بہت سارا علم سیکھا ، پھر ایوب بن یحییٰ نے یہ پورا واقعہ عبدالملک یا ولید بن عبدالملک (راوی کا شک ہے) کی طرف لکھ کر بھیجا ، تو اس نے جواباً خط لکھ کر اس قضیہ کی تحسین کی ۔

۱۶)......حدثنا اسحاق بن عیسیٰ قال حدثنا هشیم عن حصین بن عبدالرحمن أن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه مر براهب فقیل ان هذا سب النبی صلی الله علیه وسلم ، فقال لو سمعته لضربت عنقه ، انا لم نعطهم العهد علی أن یسبوا بنبینا صلی الله علیه وسلم " .

(مسند الحارث ، کتاب الحدود الدیات ، باب فیمن سب النبی صلی الله علیه وسلم) .

ترجمہ:...... حضرت حصین بن عبدالرحمٰن ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ کا ایک راہب کے پاس سے گذر ہوا ، تو آپ سے کہا گیا کہ اس راہب نے حضور ﷺ کے خلاف زبان درازی کی ہے ، تو حضرت ابن عمر ؓ فرمانے لگے کہ اگر میں اسے سنتا تو اس کی گردن اڑادیتا ، کیونکہ ہم نے ان کو عہد اس لیے نہیں دیا کہ یہ ہمارے نبی ﷺ کی گستاخی کریں ۔

گستاخ رسول اجماع امت کی روشنی میں:

امت مسلمہ کے تمام ادوار میں عہد نبوی ﷺ سے لے کر عہد صحابہ تک اور پھر تابعین ، تبع تابعین اور بعد کے سارے ادوار میں امت مسلمہ کا اس پر اجماع رہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بے ادبی و گستاخی ، اہانت و تنقیص اور سب وشتم کا مرتکب نہ صرف اپنے اس عمل سے کافر ہو جائے گا بلکہ اسے قتل کرنا امت مسلمہ پر واجب ہے ۔ اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے ، جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ نے '' الصارم المسلول '' میں اور علامہ شامیؒ '' ردالمحتار '' میں صراحت فرمائی ہے ہم اس مسئلہ کو باب اوّل میں قرآن کریم آیات اور مفسرین کے اقوال باب دوم میں احادیث مبارکہ اور محدثین کرام کے فرامین سے ثابت کر چکے ہیں اور ان شاء اللہ آگے باب چہارم میں حضرات فقہاء کرام کے اقوال سے بھی یہ بات ثابت کی جائے گی ، یہاں پر سارے حوالہ جات کا تذکرہ محض تکرار کا سبب ہے ، تاہم اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ذیل میں مزید چند اقوال قارئین کی خدمت میں پیش نظر کئے جا رہے ہیں:

۱)...... امام أبوبکر بن المنذر نیشابوریؒ کا فرمان:

" واجمع عوام أهل العلم على أن حدمن سب النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم القتل وممن قاله مالك والليث وأحمد واسحاق وهو مذهب الشافعى رحمة الله عليه "

(الصارم المسلول ، ص: ۱۲)

ترجمہ:...... سب اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے ، جن ائمہ کرام نے یہ فتویٰ دیا ہے ان میں سے امام مالک امام احمد اور امام اسحاقؒ تعالیٰ شامل ہیں ، اور یہی مذہب امام شافعیؒ کا بھی ہے۔

۲)...... امام ابن سحنون مالکیؒ کا قول:

" أجمع العلماء أن شاتم النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم المتنقص له كافر والوعيد جار عليه بعذاب الله له وحكمه عند الأمة القتل " (الشفاء ، ج: ۲ ، ص: ۱۳۴)

ترجمہ:...... علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا اور آپ ﷺ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے اور باتفاق امت اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔

۳)...... امام أبوسلیمان الخطابیؒ کا فرمان:

" لا أعلم أحد امن المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلما "

(الشفاء، ج: ۲، ص ۲۳۴)

ترجمہ:...... میں مسلمانوں میں سے کسی ایک فرد کو بھی نہیں جانتا جس نے گستاخ رسول کے لیے سزائے موت کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو جبکہ وہ مسلمان ہو۔

۴)...... امام ابن تیمیہؒ کا فیصلہ:

" وتحرير القول فيه أ الساب ان كان مسلما فانه يكفر و يقتل بغير خلاف وهو مذهب أ ئمة الأربعة وغيرهم " (الصارم المسلول، ص: ۱۲)

ترجمہ:...... خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان توہین رسالت کا ارتکاب کرے تو وہ کافر ہوجائے گا اور اسے قتل کیا جائے گا اور یہی ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کرام کا مذہب ہے۔

۵)...... امام ابن عتاب مالکیؒ کا فرمان:

" الكتاب والسنة موجبان أن من قصد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بأذى أ و نقص معرضا أو مصر حاو ان قل فقتله واجب " (السيف المسلول، ص: ۱۰۲)

ترجمہ:...... قرآن وحدیث اس بات کو واجب کرتے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی ایذاء کا ارادہ کرے یا آپ ﷺ کی تنقیص کرے خواہ صراحۃً کرے یا اشارۃً اگر چہ وہ قلیل ہی کیوں نہ ہو تو ایسے شخص کو قتل کرنا واجب ہے۔

۶)...... قاضی عیاض مالکیؒ کا فرمان:

" اجتمعت الأمة على قتل متنقصه من المسلمين وسابه "

(الشفاء، ص: ۲، ص: ۱۳۰)

ترجمہ:...... پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مسلمان (العیاذ باللہ) حضور ﷺ کی تنقیص یا گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائیگا۔

۷)...... قاضی عیاض مالکیؒ کا دوسرا فرمان:

" و لا نعلم خلا فا فی استبا حة دمه بین علما ء الأ مصا روسلف الأمة "

(الشفا ء ، ج : ۲، ص : ۲۳۴)

ترجمہ:...... ہمیں نہیں معلوم کہ علمائے متقدمین ومتاخرین میں سے کسی نے گستاخ رسول کے مباح الدم ہونے میں اختلاف کیا ہو۔

۸)...... امام دار الہجر ۃ حضرت امام مالکؒ کا فرمان:

" مـن سب النبی صلی الله تعا لی علیه وسلم ا و غیر ه من النبیین من مسلم أکا فر قتل ولم یستتب "

(السیف المسلو ل ، ص : ۱۰۱)

ترجمہ:...... جو شخص حضور ﷺ یا دیگر انبیاء کرام میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا خواہ گستاخی کرنے والا کافر ہو یا مسلمان اور اس سے توبہ کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائیگا۔

۹)...... امام أحمد بن حنبلؒ کا قول:

" مـن شتـم النبی صلی الله تعا لی علیه وسلم قتل وذلک أنه اذا شتم فقد ارتدعن الاسلا م والا یشتم مسلم النبی صلی الله تعالی علیه وسلم "

(السیف المسلو ل ، ص : ۱۰۲)

ترجمہ:...... جو شخص نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائیگا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ گستاخی کرنے کی وجہ سے گستاخ (اگر پہلے مسلمان تھا) مرتد ہو جائیگا (اور مرتد کی سزا موت ہوتی ہے) کیونکہ کوئی مسلمان حضور ﷺ کی گستاخی نہیں کرتا۔

۱۰)......امام أبو بکر حصاصؒ کا قول:

" ولا خـلا ف بیـن الـمسـلمین أن من قصد النبی صلی الله تعا لی علیه وسلم بذلک وهو ممن ینتحل ا لا سلا م أنه هو تد یستحق القتل "

(احکا م القر آن ، ج : ۳، : ۱۲۸)

ترجمہ:...... مسلمانوں کے مابین اس مسئلہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کی ایذارسانی اوراہانت کا ارادہ کیا حالانکہ وہ خودکومسلمان بھی کہلواتا ہےتوایسا شخص مرتد اور مستحق قتل ہے۔

۱۱:......علامہ شامیؒ کا فیصلہ:

" والحاصل أنه لا شکّ ولا شبهة في کفر شاتم النبی و فی استباحة قتله وهو المنقول عن الائمته الاربعة " (ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۳۲۱)

ترجمہ:...... خلاصئہ کالام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کافراورمباح الدم ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اوریہی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔

......☆☆☆☆☆......

......☆...... آپس کا جوڑسراسر رحمت ہےاورآپس کا توڑ غذاب ہے ......☆......

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پرارشادفرمایا جوتھوڑے پرشکرنہیں کرتاوہ زیادہ پربھی نہیں کرسکتااور جوانسانوں کاشکرنہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکرنہیں کرسکتااور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کوبیان کرنا بھی شکر ہے۔اورانہیں بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔آپس کا جوڑسراسر رحمت ہےاورآپس کا توڑ غذاب ہے۔راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہاتم سوادِاعظم کو چمٹے رہویعنی علماءحق سے جڑے رہو۔(حیاۃ الصحابہ: جلد۳،صفحہ:۴۵۶)۔

...... ☆☆ ☆ ☆☆ ......